اردو ترجمہ نہج البلاغہ بقلم علامہ مفتی جعفر حسینؒ (تعارف اور تنقیدی جائزہ)

Urdu Translation of *Nahj-ul-Balagah* By Allamah Mufti Jafar Hussain (Introduction & Critical Review)

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Ali Raza Awan
Lecturer International Islamic University: Islamabad.
E-mail: alirazaawaan@gmail.com

Abstract:

Nahj-ul-Balagah is a collection of selected sermons and letters of *Amir al-mu'minin* Hazrat Ali Ibn Abi Talib (as) presented by Syed Sharif in the form of a bouquet. Those people who are unfamiliar with Arabic language and literature need a translation of *Nahj-ul-Balagah* to understand it. For Urdu readers, Allama Mufti Jafar has presented its Urdu translation with great effort. In this article, the translation of *Mufti Jafar Hussain* has been analyzed and critically reviewed. This review examines the merits of this translation and the difficulties faced by contemporary Urdu readers in it.

Keywords: *Nahj-ul-Balagah*, Translation, Mufti Jafar, Critical Review.

خلاصہ

نہج البلاغہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے منتخب خطبوں اور مکتوبات کا مجموعہ ہے جسے سید شریف رضیؒ نے ایک گلدستے کی صورت میں پیش کیا ہے۔ نہج البلاغہ کو سمجھنے کے لئے عربی زبان وادبیات سے ناآشنا لوگوں کو اس کے ترجمے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس کے پیش نظر علامہ مفتی جعفرؒ نے اپنی محنت شاقہ سے نہج البلاغہ کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا۔ اس مقالے میں مفتی صاحبؒ کے ترجمے کا تحلیلی، تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جائزہ میں اس ترجمے کی خوبیوں اور موجودہ دور کے اردو قاری کو اس ترجمے کے حوالے سے درپیش دشواریوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: نہج البلاغہ، ترجمہ۔ مفتی جعفرؒ، تنقیدی جائزہ۔

مقدمہ

نہج البلاغہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے کلام کا مجموعہ ہے۔آپ باب العلم تھے، باب الحکمت تھے اس لئے آپؑ کا نورانی کلام بھی قیامت تک کے لئے لوگوں کو روشنی فراہم کرتا رہے گا۔ نہج البلاغہ کی اہمیت شیعہ سنی دونوں مسالک کے ہاں برابر ہے۔اس بات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی ایک اہم اور معتبر شرح، ایک غیر شیعہ عالم دین ابن ابی الحدید معتزلی نے ساتویں صدی ہجری میں تحریر کی ہے جو آج بھی شائع کی جارہی ہے۔اسی طرح جامعۃالازہر مصر کے صدر مفتی محمد عبدہ نے بھی اس کی شرح لکھی ہے جو کہ مشہور و معروف ہے۔ نہج البلاغہ کا ترجمہ 18 زبانوں میں ہو چکا ہے اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کی تعداد 100 سے زیادہ ہو چکی ہے۔اس کی متعدد شرحیں اور تکملے بھی لکھی گئی ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد 300 سے زیادہ ذکر کی ہے۔[1]

پاکستان میں بھی مختلف مسلمان مسالک کے علماء کی طرف سے اس کے تراجم سامنے آچکے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب انتہائی اہم ہے اور عالم اسلام کی متفقہ میراث ہے۔ بنابریں، نہج البلاغہ پر تحقیقی کام کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔اس تناظر میں اس کتاب کے تراجم کا تحلیلی و تنقیدی جائزہ لینا بھی بہت ضروری ہے۔ زیر نظر مقالہ میں معتبر اردو، عربی اور فارسی معاجم و لغات کی روشنی میں نہج البلاغہ کے بقلم علامہ مفتی جعفرؒ اردو ترجمے سے پہلے خطبے، تشریح طلب کلام سے پانچ حدیثوں، چند حکمتوں اور چند مکتوبات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اس تحقیقی کاوش کا ہدف مفتی صاحبؒ کی عرق ریزی کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کام کا تحلیلی جائزہ پیش کرنا ہے تاکہ اردو زبان طبقہ کے لئے نہج البلاغہ کے ترجمہ اور اس کے فہم کی راہ مزید ہموار ہو سکے۔

مفتی جعفر حسینؒ کا تعارف

مفتی جعفر حسینؒ 1916ء میں پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم پانچ برس کی عمر اپنے چچا حکیم شہاب الدین سے حاصل کرنا شروع کی۔ قرآن اور عربی سیکھنے کے بعد سات سال کی عمر میں حدیث اور فقہ بھی انہی سے حاصل کی۔ فقہ و حدیث کی تعلیم چچا کے علاوہ چراغ علی خطیب مسجد اہل سنت اور حکیم قاضی عبدالرحیم سے سیکھی۔ سنہ 1926 کو آپ لکھنو میں مدرسہ ناظمیہ چلے گئے جہاں سید علی نقی، ظہیر الحسن اور مفتی احمد علی سے کسب فیض کیا۔ سنہ 1935ء کو مزید علم کے حصول کے لئے نجف اشرف گئے۔ اور پانچ برس کے قیام کے دوران سید ابوالحسن اصفہانی جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ اور پانچ برس کے بعد واپس لوٹے تو آپ مفتی جعفر حسین کے نام سے مشہور ہوگئے۔ آپ جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین ادیب، مبلغ اور مقرر بھی تھے۔آپ ایک نڈر، بے باک، راست گو اور سادہ زیست انسان تھے۔

آپ پر جو بھی مذہبی فرائض عائد ہوئے آپ نے انہیں ہمیشہ لگن، محنت اور دیانتداری سے انجام دیا۔[2] بالآخرہ بروز پیر 29 اگست 1983ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دارفانی سے قوم کو گریاں چھوڑ کر وفات پا گئے اور کربلا گامے شاہ (لاہور) میں آپ کی تدفین کی گئی۔[3] آپ کی علمی خدمات میں گوجرانوالہ میں وسیع و عریض رقبہ پر مشتمل جامعہ جعفریہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ کا قیام تھا جس سے آپ اپنی زندگی کے آخری ایام تک منسلک رہے۔ آپ نے دیوانِ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا منظوم ترجمہ کیا۔ اسی طرح سیرت امیر المومنینؑ کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب تالیف فرمائی۔ نہج البلاغہ اور صحیفہ کاملہ کا اردو ترجمہ و تشریح بھی آپ کا یادگار علمی کارنامہ ہے جو اردو زبان میں بے نظیر تراجم شمار ہوتے ہیں۔

نہج البلاغہ کے اردو تراجم

نہج البلاغہ کے دنیا کی رائج مختلف زبانوں جیسے فارسی، ترکی، اردو، انگلش، فرانسوی، جرمنی، اٹالین اور سپینش وغیرہ میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ ذیل میں اب تک اردو میں ہونے والے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ترجموں کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے:

1) **نہج البلاغہ (الاشاعۃ)** مترجم: سید اولاد حسن ہندی امروہوی، متوفی ۱۳۳۸ھ۔[4]
2) **نہج البلاغہ (سلسبیل فصاحت)**۔ مترجم: سید ظفر مہدی گوہر۔[5]
3) **نہج البلاغہ** مترجم: سید علی اظہر کھجوی ہندی متوفی ۱۳۵۲ھ۔[6]
4) **نہج البلاغہ** مترجم: سید یوسف حسین ہندی امروہوی، متوفی ۱۳۵۲ھ۔ ہندوستان میں یہ ترجمہ ۱۹۲۶ء میں منظر عام پر آیا تھا۔
5) **نہج البلاغہ** مترجم: یوسف حسین بن نادر حسین صدرالافاضل لکھنوی (۱۳۰۱۔۱۴۰۸ھ)۔
6) **نہج البلاغہ** مترجم: سید محمد صادق۔
7) **نہج البلاغہ** مترجم: حسن عسکری ہندی حیدر آبادی، یہ ترجمہ ۱۹۶۶ء میں حیدر آباد دکن میں شائع ہوا۔
8) **نہج البلاغہ** مترجم: سید سبط حسن رضوی پاکستانی ہنسوی۔
9) **نہج البلاغہ نیرنگ فصاحت** مترجم: سید ذاکر حسین اختر ابن سید فرزند علی ہندی دہلوی واسطی (۱۳۱۵۔۱۳۷۲ھ)
10) **نہج البلاغہ** مترجم: صدرالافاضل سید مرتضی حسین لکھنوی، موصوف لاہور کے مشہور عالم گذرے ہیں (۱۳۴۱۔۱۴۰۷ھ)۔

11) **نہج البلاغہ** یہ ترجمہ ۱۳۹۴ھ میں شائع ہوا۔ خطبوں کا ترجمہ میرزا یوسف حسین نے اور خطوط اور کلمات قصار کا ترجمہ غلام محمد زکی سرودنے کیا ہے۔

12) **نہج البلاغہ** یہ ترجمہ سید رئیس احمد جعفری، نائب حسین نقوی، عبد الرزاق ملیح آبادی اور مرتضی حسین نے مل کر کیا۔

13) **نہج البلاغہ** مترجم: مفتی جعفر حسین صاحب یہ ترجمہ ۱۸ ارجب المرجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء کو مکمل ہوا۔

14) **نہج البلاغہ** مترجم: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی۔[7]

مفتی جعفر حسینؒ کے ترجمے کا تعارف

علامہ شریف رضیؒ نے بڑی کوشش و کاوش اور تحقیق و جستجو سے امام علیؑ کے بلیغ کلام اور جواہر ریزوں کو جمع کر کے نہج البلاغہ کے نام سے مرتب کیا۔ لیکن بقول مفتی صاحبؒ ”اردو دان طبقہ نہ اصل کتاب سے مستفید ہو سکتا ہے اور نہ شرحوں تک اس کی رسائی ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ضروری تشریحات کے ساتھ اس کا صحیح اور سلیس اردو میں ترجمہ ہو جائے۔ مفتی صاحب ترجمے کی بابت فرماتے ہیں:

"میں نے نہج البلاغہ کا ترجمہ پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ ترجمہ جیسا کچھ بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ میری کوشش تو یہی رہی ہے کہ میرے امکانی حدود تک ترجمہ صحیح ہو، لیکن میری کوشش کہاں تک بارآور ہوئی ہے اس کا اندازہ اربابِ علم ہی کر سکتے ہیں۔ میرے صحیح سمجھنے یا کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ ترجمہ میں اصل کی لطافت و بلاغت اور علوی نطق و فصاحت کے جوہر کو سمویا جاسکے تاہم جو ہو سکتا ہے وہ ظاہری الفاظ کا ایک حد تک صحیح ترجمہ ہے۔ چنانچہ اس کے لئے میں نے کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ اب اس سے اگر تھوڑی بہت جھلک بھی کلامِ امام کی سامنے آجائے تو وہی بہت ہے۔"[8]

جہاں تک مفتی جعفر حسینؒ کے ترجمے کے منابع کا تعلق ہے تو آپ نے نہج البلاغہ کی درج ذیل شروح سے استفادہ کیا:

1. ”اعلام نہج البلاغۃ“: اس کے مصنف علی ابن الناصر ہیں جو جناب سیّد رضیؒ کے معاصر تھے۔ یہ نہج البلاغہ کی سب سے پہلی اور مختصر شرح ہے جو کہ حلّ لغات اور تشریح مطالب کے لحاظ سے بہت بلند پایہ ہے۔
2. ”شرح ابن میثم“: شیخ کمال الدین میثم ابن علی ابن میثم بحرانی متوفی ۶۷۹۔
3. ”شرح ابن ابی الحدید“: مدائنی بغدادی معتزلی، متوفی ۶۵۵ ہجری۔
4. ”دُرّۂ نجفیہ“: الحاج میرزا ابراہیم خوئی شہید ۱۳۲۵ ہجری۔ اس میں لغوی تشریحات بڑی وضاحت سے درج ہیں۔
5. ”منہاج البراعۃ“: سیّد حبیب اللہ خوئی متوفی حدود ۱۳۲۶ ہجری۔ یہ شرح بہت بسیط اور تفصیلی واقعات پر مشتمل ہے۔[9]

دینی متون کی ترجمہ نگاری کے بنیادی اصول و قوانین

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے قرآنی و دینی ترجمہ نگاری کے اسالیب کا تحلیل و تجزیہ کرکے جس جامع اسلوب اور بامحاورہ سلیس ترجمہ نگاری کی نشان دہی کی ہے، اس کے بنیادی نکات اور اصول و قوانین درج ذیل ہیں:

1. اصل متن کے الفاظ میں جس قدر جامعیت اور جملوں کی ترتیب و ترکیب میں جیسا نظم و ضبط پایا جاتا ہو، ترجمہ کی جانے والی زبان میں الفاظ کی اُسی قدر جامعیت اور جملوں کی نظم و ترتیب ہونی چاہیے۔
2. ہر زبان میں فعل کے متعلقات و صلات مختلف منہج رکھتے ہیں۔ ترجمے کے وقت افعال کے ایسے متعلقات و صلات کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور جس زبان میں ترجمہ کیا جا رہا ہے، اس کے جملوں میں ان متعلقات کا پورا استعمال کیا جانا چاہیے۔
3. اگر کسی زبان میں استعمال کیے جانے والے جملے اور اس کی ترکیب کی، دوسری زبان میں کوئی مثال اور نظیر موجود نہ ہو یا مثال تو موجود ہو؛ لیکن اس سے لفظی پیچیدگی پیدا ہوتی ہو یا فصاحت و بلاغت کا خون ہوتا ہو تو پھر ایسے مقامات پر اصل زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ کے کسی مترادف لفظ کو پیش نظر رکھا جائے اور اس مترادف لفظ کا ترجمہ کر دیا جائے۔
4. ترجمے میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ زبان کی ساخت کے اعتبار سے جس لفظ یا جملے کا پہلے ذکر کیا جانا ضروری ہے، اسے پہلے ذکر کیا جائے۔ اُسے بعد میں ہرگز نہ لایا جائے۔
5. جس لفظ کو بعد میں لکھا جانا ضروری ہے، اسے بعد میں لایا جائے، پہلے نہ لکھا جائے۔
6. اصل متن کی عبارت میں اگر کوئی لفظ محذوف ہے اور اس کے بغیر ترجمہ ممکن نہیں تو ترجمے میں اس کو ظاہر کر دینا ضروری ہے۔
7. ترجمے میں ضرورت سے زائد الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے۔
8. ترجمہ نگاری میں نحوی ترکیب اور گرامر کے اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے۔
9. ترجمہ نگاری میں اگر کسی جگہ متکلم کی مراد سمجھانے میں دشواری پیش آئے تو ہر ممکن حد تک اس کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے؛ خواہ درج ذیل تبدیلیاں کیوں نہ کرنی پڑیں:

(الف) الفاظ کی تقدیم و تاخیر۔

(ب) کسی حرف کا زیادہ کرنا۔

(ج) کسی محذوف کو ظاہر کرنا۔

(د) معطوف کے عامل کو دوبارہ ذکر کرنا۔

(ھ) کسی ضمیر کو ظاہر کرنا۔

10. اگر جملے کی ساخت ایسی ہو کہ مذکورہ بالا طریقوں سے مفہوم کا سمجھانا، گرامر کے اصول پر درست نہ ہو تو پھر الفاظ کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد اس کے معنی کا مفہوم بیان کرنے کے لئے "یعنی" یا "مراد یہ ہے کہ" کا لفظ لا کر اس کی وضاحت کر دی جائے۔

11. ترجمہ نگاری کرتے ہوئے اگر جملے میں موجود کسی قید کا ذکر کیا جائے یا کسی جملے کے مفہوم میں جو افراد شامل ہیں، ان کی وضاحت کی جائے، یا کسی رَمز و کنایہ کی وضاحت کی جائے یا کسی تعریض و اشارے کو کھول کر بیان کیا جائے یا کسی مبہم لفظ کی وضاحت کی جائے تو ایسی صورت میں اِسے بیان کرنے کے لئے، لفظ "یعنی" یا "مراد یہ ہے کہ" استعمال کیا جائے؛ تاکہ پتا چلے کہ یہ وضاحت و توضیح اصل کلام کا حصہ نہیں ہے؛ بلکہ اسے مذکورہ بالا طریقوں کے مطابق سمجھایا گیا ہے۔

12. دونوں زبانوں کی ساخت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے اندازِ گفتگو اور طرزِ کلام میں موجود اسلوب کے اختلاف کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

13. دونوں زبانوں میں موجود مختلف انداز و اسلوب کی وجہ سے ترجمہ کرتے وقت اگر مجبوراً ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف لانا پڑے تو کوئی حرج نہیں؛اس لیے کہ ضرورت ایجاد کے ماں ہے۔[10]

مفتی جعفر حسینؒ کے ترجمے کی خصوصیات اور چند نمونے

نہج البلاغہ کے مقدمے میں علامہ نقن صاحب رقمطراز ہیں:

"نہج البلاغہ سے صحیح فائدہ وہی افراد اٹھا سکتے ہیں کہ جو عربی زبان میں مہارت رکھتے ہوں۔ غیر عربی داں اس خزینۂ عامرہ سے فیض حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں:

"اردو زبان میں ابھی تک نہج البلاغہ کا کوئی قابل اطمینان ترجمہ نہیں ہوا ہے۔ بعض ترجمے جو شائع ہوئے، ان میں سے کسی میں اغلاط بہت زیادہ تھے اور کسی میں عبارت آرائی نے ترجمہ کے حدود کو باقی نہیں رکھا، نیز حواشی میں کبھی خالص مناظرانہ انداز کی بہتات ہو گئی اور کبھی اختصار کی شدت نے ضروری مطالب نظر انداز کر دیے۔ جناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب کی یہ کوشش نہایت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اس کتاب کے مکمل ترجمہ اور شارحانہ حواشی کے تحریر کا بیڑا اٹھایا اور کافی محنت و عرق ریزی سے اس کام کی تکمیل فرمائی۔ بغیر کسی شک و شبہ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے اب تک ہماری زبان میں جتنے ترجمے اور حواشی شائع

ہوئے ہیں، ان سب میں اس ترجمہ کا مرتبہ اپنی صحت، سلاست اور حسن اُسلوب میں یقیناً بلند ہے اور حواشی میں بھی ضروری مطالب کے بیان میں کمی نہیں کی گئی اور زوائد کے درج کرنے سے احتراز کیا گیا ہے۔"[11]

ذیل میں مفتی صاحب کے ترجمے کی خصوصیات اور محاسن کا ایک ایک کرکے مختلف عناوین کے تحت تحلیلی و تنقیدی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

دقّت و درستگی کا لحاظ

کسی بھی اہم متن و عبارت کا ترجمہ اور بالخصوص دینی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے معنی کی دقت اور درستگی کا لحاظ کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس پہلو کی طرف مفتی صاحب نے خاص توجہ دی جس کی مثالیں بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

فَطَرَ الْخَلَآئِقَ بِقُدْرَتِہٖ، وَ نَشَرَ الرِّيَاحَ بِرَحْمَتِہٖ، وَ وَتَّدَ بِالصُّخُوْرِ مَيَدَانَ اَرْضِہٖ[12]

یعنی: "اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا اور تھر تھراتی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔"

میَدان جس کی یا پر فتحہ ہے ماد یمید کا مصدر ہے جس کا مطلب ہے کسی چیز کا ہلنا یا ڈگمگانا۔[13] جبکہ میدان جس کی یا ساکن ہے اس کا مطلب اردو میں بھی میدان ہے۔ یہ دونوں آپس میں متشابہ لفظ ہیں لیکن ایک ماہر مترجم ان کے معانی کا فرق جانتا ہے اور درست ترجمہ کر سکتا ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے اس کا ترجمہ تھر تھرانا کیا ہے جو کہ دقیق و درست ترجمہ ہے۔

اَزْرٰی بِنَفْسِہٖ مَنِ اسْتَشْعَرَ الطَّمَعَ، وَ رَضِیَ بِالذُّلِّ مَنْ كَشَفَ عَنْ ضُرِّہٖ، وَ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ مَنْ اَمَّرَ عَلَيْهَا لِسَانَهٗ.

یعنی: "جس نے طمع کو اپنا شعار بنایا اس نے اپنے کو سبک کیا، اور جس نے اپنی پریشان حالی کا اظہار کیا وہ ذلت پر آمادہ ہو گیا، اور جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھا اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا۔"[14]

استشعر کا معنی لغت میں محسوس کرنا بھی ذکر ہوا ہے اور شعار بنانا بھی۔[15] مفتی صاحب کی ترجمہ میں دقت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے درست معنی یعنی لفظ شعار کا انتخاب کرکے صحیح ترجمہ کیا ہے۔

سلاست

نہج البلاغہ کے پہلے خطبے میں سے دو منتخب عبارات کا ترجمہ ذیل میں درج کیا گیا ہے جس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح مفتی صاحب نے توحید کے بلند و بالا معارف کو خوبصورت اور سلیس انداز میں اردو زبان میں ڈھالا ہے۔

كَائِنٌ لَّا عَنْ حَدَثٍ، مَّوْجُوْدٌ لَّا عَنْ عَدَمٍ، مَعَ كُلِّ شَیْءٍ لَا بِمُقَارَنَةٍ، وَ غَیْرُ كُلِّ شَیْءٍ لَّا بِمُزَایَلَةٍ، فَاعِلٌ لَّا بِمَعْنَى الْحَرَكَاتِ وَ الْاٰلَةِ، بَصِیْرٌ اِذْ لَا مَنْظُوْرَ اِلَیْهِ مِنْ خَلْقِهٖ، مُتَوَحِّدٌ اِذْ لَا سَكَنَ یَسْتَاْنِسُ بِهٖ وَ لَا یَسْتَوْحِشُ لِفَقْدِهٖ.

یعنی: "وہ ہے ہوا نہیں، موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا، وہ ہر شے کے ساتھ ہے نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے نہ جسمانی دوری کے طور پر، وہ فاعل ہے لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں، وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی، وہ یگانہ ہے اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان ہو جائے۔"[16]

ثُمَّ فَتَقَ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ الْعُلَا، فَمَلَاَهُنَّ اَطْوَارًا مِّنْ مَلٰٓئِكَتِهٖ: مِنْهُمْ سُجُوْدٌ لَّا یَرْكَعُوْنَ، وَ رُكُوْعٌ لَّا یَنْتَصِبُوْنَ، وَ صَآفُّوْنَ لَا یَتَزَایَلُوْنَ، وَ مُسَبِّحُوْنَ لَا یَسْاَمُوْنَ، لَا یَغْشَاهُمْ نَوْمُ الْعُیُوْنِ، وَ لَا سَهْوُ الْعُقُوْلِ، وَ لَا فَتْرَةُ الْاَبْدَانِ، وَ لَا غَفْلَةُ النِّسْیَانِ.

یعنی: "پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا۔ کچھ ان میں سر بسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے، کچھ رکوع میں ہیں جو سیدھے نہیں ہوتے، کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اکتاتے نہیں، نہ ان کی آنکھوں میں نیند آتی ہے، نہ ان کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے، نہ ان کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے، نہ ان پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے۔"[17]

روانی

نہج البلاغہ کے پہلے خطبے میں سے دو عبارتوں کا ترجمہ نمونے کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس میں عربی عبارت کی طرح اردو ترجمے کی روانی کو واضح اور عیاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُهٗ، وَ كَمَالُ مَعْرِفَتِهِ التَّصْدِیْقُ بِهٖ، وَ كَمَالُ التَّصْدِیْقِ بِهٖ تَوْحِیْدُهٗ، وَ كَمَالُ تَوْحِیْدِهِ الْاِخْلَاصُ لَهٗ، وَ كَمَالُ الْاِخْلَاصِ لَهٗ نَفْیُ الصِّفَاتِ عَنْهُ، لِشَهَادَةِ كُلِّ صِفَةٍ اَنَّها غَیْرُ الْمَوْصُوْفِ، وَ شَهَادَةِ كُلِّ مَوْصُوْفٍ اَنَّهٗ غَیْرُ الصِّفَةِ.

یعنی: "دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے، کمالِ معرفت اس کی تصدیق ہے، کمالِ تصدیق توحید ہے، کمالِ توحید تنزیہ و اخلاص ہے اور کمالِ تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے، کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔"[18]

وَ مِنْهُمْ اُمَنَآءُ عَلٰی وَحْیِهٖ، وَ اَلْسِنَةٌ اِلٰی رُسُلِهٖ، وَ مُخْتَلِفُوْنَ بِقَضَآئِهٖ وَ اَمْرِهٖ. وَ مِنْهُمُ الْحَفَظَةُ لِعِبَادِهٖ، وَ السَّدَنَةُ لِاَبْوَابِ جِنَانِهٖ. وَ مِنْهُمُ الثَّابِتَةُ فِی الْاَرَضِیْنَ السُّفْلٰی اَقْدَامُهُمْ، وَ الْمَارِقَةُ

مِنَ السَّمَآءِ الْعُلْيَا اَعْنَاقُهُمْ، وَ الْخَارِجَةُ مِنَ الْاَقْطَارِ اَرْكَانُهُمْ، وَ الْمُنَاسِبَةُ لِقَوَآئِمِ الْعَرْشِ اَكْتَافُهُمْ، نَاكِسَةٌ دُوْنَهٗ اَبْصَارُهُمْ، مُتَلَفِّعُوْنَ تَحْتَهٗ بِاَجْنِحَتِهِمْ، مَضْرُوْبَةٌ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَنْ دُوْنَهُمْ حُجُبُ الْعِزَّةِ، وَ اَسْتَارُ الْقُدْرَةِ، لَا يَتَوَهَّمُوْنَ رَبَّهُمْ بِالتَّصْوِيْرِ، وَ لَا يُجْرُوْنَ عَلَيْهِ صِفَاتِ الْمَصْنُوْعِيْنَ، وَ لَا يَحُدُّوْنَهٗ بِالْاَمَاكِنِ، وَ لَا يُشِيْرُوْنَ اِلَيْهِ بِالنَّظَآئِرِ.

یعنی: "ان میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین، اس کے رسولوں کی طرف پیغام رسانی کیلئے زبانِ حق اور اس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں، کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں (اور ان کی گردنیں بلند ترین آسمانوں سے بھی باہر نکلی ہوئی ہیں) اور ان کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں، ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں، عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں۔ وہ شکل و صورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے، نہ اس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں، نہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں، نہ اشباہ و نظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔"[19]

اردو محاورے کا استعمال

ترجمہ کرتے ہوئے بعض دفعہ کسی مفہوم یا محاورے کو اردو محاورے میں ڈھالنے سے معانی اور مفاہیم کو بہتر انداز میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ مفتی صاحب ماہر عربی دان ہونے کے ساتھ ساتھ اردو کے بلند پایہ ادیب بھی تھے اس لیے انہوں نے سیاق و سباق اور محل کی مناسبت سے اردو محاورے کا عمدہ انداز میں استعمال کیا ہے۔

وَ لَا يُحْصِيْ نَعْمَآئَهُ الْعَادُّوْنَ وَ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهُ الْمُجْتَهِدُوْنَ، الَّذِيْ لَا يُدْرِكُهٗ بُعْدُ الْهِمَمِ

یعنی: "جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے، نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں،"[20]

بعد الھمم سے مراد 'بعید ہمتیں' ہے جبکہ اس کا ترجمہ اردو محاورے کا لحاظ کرتے ہوئے 'بلند پرواز ہمتیں' کیا گیا ہے جو کہ ایک خوبصورت با محاورہ ترجمہ ہے۔

فَبَاعَ الْيَقِيْنَ بِشَكِّهٖ، وَ الْعَزِيْمَةَ بِوَهْنِهٖ

آدم علیہ السلام نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا،[21]

باع کا معنی لغت میں بیچنا ذکر ہوا ہے اور جب باع حرف با کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو عموماً اس کا مطلب ہوتا ہے کے بدلے میں بیچنا۔[22] مفتی صاحب نے کے بدلے کی بجائے کے ہاتھوں بیچنا ترجمہ کیا ہے جو کہ اردو محاورہ میں

ایک خوبصورت اسلوب ہے۔

وَ اَهْلُ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُّتَفَرِّقَةٌ، وَ اَهْوَآءٌ مُّنْتَشِرَةٌ، وَ طَرَآئِقُ مُتَشَتِّتَةٌ، بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِّلّٰهِ بِخَلْقِهٖ، اَوْ مُلْحِدٍ فِیْ اسْمِهٖ، اَوْ مُشِيْرٍ اِلٰی غَيْرِهٖ

یعنی: "اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مسلک جدا جدا، خواہشیں متفرق و پراگندہ اور راہیں الگ الگ تھیں۔ یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے، کچھ اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔"[23]

لفظ 'بین' ویسے تو دو چیزوں کے درمیان کا معنی دینے کے لیے آتا ہے لیکن مذکورہ عبارت میں جس انداز کے ساتھ بین استعمال ہوا ہے یہاں اس کا معنی بامحاورہ طریقے سے اردو میں منتقل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے 'یوں کہ' کے ذریعے سے کیا ہے۔

وَ مُبَيِّنًا غَوَامِضَهٗ. اس کی گتھیوں کو سلجھا دیا۔[24]

غوامض غامض کی جمع ہے اور غامض گہری، مخفی اور پیچیدہ چیز کو کہتے ہیں۔[25] اور مبیّنا غوامضہ کا لفظی معنی 'اس کی گہرائیوں یا پیچیدگیوں کو بیان کرنا' بنتا جس کا ترجمہ 'گتھیوں کو سلجھا دیا' کرکے مفتی صاحب نے بہت خوبصورت اردو محاورے کا استعمال کیا ہے۔

گرائمر کا لحاظ اور جملہ بندی

عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے جملہ بندی، الفاظ کی ترتیب اور ساخت کی تبدیلی کا خاص خیال کرنا پڑتا ہے کیونکہ عربی اور اردو کے جملوں کی ساخت اور ترتیب و ترکیب میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس لیے ترجمے کرتے ہوئے اردو زبان میں اس طریقے جملہ بندی اور الفاظ کو ترتیب دیا جاتا ہے کہ اصلی عبارت کے معانی و مفاہیم میں تبدیلی واقع نہ ہو۔ نمونے کے طور پر چند مثالیں ذکر کی گئی ہیں جس میں مفتی صاحب نے عربی اور اردو کی ترتیب و ترکیب کے فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

1۔ وَ لَا يَنَالُهٗ غَوْصُ الْفِطَنِ، نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں۔

عربی عبارت میں 'غوص الفطن' بعد میں ہے جس کو 'عقل و فہم کی گہرائیاں' ترجمے میں پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

2۔ فَاغْتَرَّهٗ عَدُوُّهٗ نَفَاسَةً عَلَيْهِ بِدَارِ الْمُقَامِ، وَ مُرَافَقَةِ الْاَبْرَارِ

لیکن ان کے دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخر کار انہیں فریب دے دیا۔[26]

اس عبارت میں 'فاغترّہ' شروع میں آیا ہے جبکہ اردو میں جملہ بندی کی خاطر اس کا ترجمہ آخر کار انہیں فریب

دے دیا' جملے کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

3- وَ لَمْ یُخْلِ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ خَلْقَہٗ مِنْ نَّبِیٍّ مُّرْسَلٍ، اَوْ کِتَابٍ مُّنْزَلٍ، اَوْ حُجَّۃٍ لَّازِمَۃٍ، اَوْ مَحَجَّۃٍ قَآئِمَۃٍ

اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبرؑ یا آسمانی کتاب یا دلیلِ قطعی یا طریق روشن کے کبھی یونہی نہیں چھوڑا۔[27]

عربی عبارت میں 'لَمْ یُخْلِ' شروع میں آیا ہے اور اس کا ترجمہ 'کبھی یونہی نہیں چھوڑا' اردو اسلوب کا لحاظ کرتے ہوئے آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

تفصیل و وضاحت

نہج البلاغہ ایک دقیق اور وسیع مفاہیم رکھنے والی کتاب ہے جس کے ترجمے میں بعض اوقات تفصیل و وضاحت کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ مرادی مفاہیم کو ترجمے میں منتقل کیا جاسکے۔

1۔مَاْخُوْذًا عَلَی النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقُہٗ، مَشْہُوْرَۃً سِمَاتُہٗ،

جن کے متعلق نبیوں سے عہد و پیمان لیا جا چکا تھا، جن کے علامات (ظہور) مشہور تھیں۔

سمات سمۃ کی جمع ہے جو علامات کے معنی پر دلالت کرتا جیسا کہ ترجمہ میں ذکر کیا گیا ہے۔[28] اور مفتی صاحب نے بریکٹ میں 'ظہور' کے لفظ کا اضافہ کرکے مزید وضاحت کر دی۔

2۔مُفَسِّرًا مُجْمَلَہٗ،

مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔

اس عبارت کے ترجمے میں 'مجمل' کی مزید وضاحت کے لیے لفظ 'آیتوں' کا اضافہ گیا ہے۔

3۔یَرِدُوْنَہٗ وُرُوْدَ الْاَنْعَامِ، وَ یَاْلَہُوْنَ اِلَیْہِ وُلُوْہَ الْحَمَامِ.

جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح وار فتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی جانب۔[29]

ورود الانعام کا مطلب ہے 'حیوانوں کا آنا' جبکہ مفتی صاحب نے وضاحت کے ساتھ 'پیاسے حیوان کا پانی کی طرف آنا' ترجمہ کیا ہے اسی طرح 'ولوہ الحمام' کا مطلب ہے 'کبوتر کا وار فتگی کے ساتھ بڑھنا'[30] جبکہ مفتی صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے 'کبوتر کا اپنے آشیانے کی طرف وار فتگی کے ساتھ بڑھنا' ترجمہ کیا ہے۔

مشکل عربی کلمات و تراکیب کا استعمال

علامہ مفتی صاحبؒ عربی ادب کا شغف اور وسیع ادبی مطالعہ رکھتے تھے جس کا اثر ان کے ترجمے میں عربی کلمات و

تراکیب کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اُن کے عربی ادبیات میں انہاک کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کے اردو ترجمہ کو سمجھنے میں بعض اوقات قاری کو دقت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر: فَاَجْرٰی فِیْهَا مَآءً مُّتَلَاطِمًا تَیَّارُهٗ، مُتَرَاكِمًا زَخَّارُهٗ کا ترجمہ آپ نے یوں کیا ہے: "اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں۔"[31] اردو ترجمے میں 'دریائے مواج' کی ترکیب استعمال کی گئی ہے جس میں موّاج عربی زبان کا لفظ ہے جو اردو قارئین کے لیے نسبتاً ثقیل لفظ ہے جبکہ اس کے متبادل الفاظ موجود ہیں مثلاً موج زن، موج خیز اور تلاطم خیز[32] وغیرہ جن کو استعمال کرکے ترجمے کو نسبتاً آسان بنایا جاسکتا ہے۔

درج ذیل پانچ احادیث تشریح طلب کلام میں ذکر ہوئی ہیں جن میں کچھ مشکل اور وضاحت طلب الفاظ کی تشریح ذکر کی گئی ہے۔ مفتی صاحب نے ان الفاظ کو جوں کا توں ذکر کیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارتوں میں دیکھا جاسکتا ہے کہ خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ عبارت کے عربی الفاظ کے ذریعے سے ہی کیا گیا ہے جن کے معانی سمجھنے کے لئے قاری کو تشریح کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس مشکل کو مناسب اردو الفاظ یا سلیس ترجمہ ذکر کرکے یا پھر بریکٹس کے اندر وضاحت کرکے حل کیا جاسکتا ہے۔

1) فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوْبُ الدِّيْنِ بِذَنَبِهٖ، فَيَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيْفِ.

یعنی: "جب وہ وقت آئے گا تو دین کا یعسوب اپنی جگہ پر قرار پائے گا اور لوگ اس طرح سمٹ کر اس طرف بڑھیں گے جس طرح موسم خریف کے قزع جمع ہو جاتے ہیں۔"[33]

لغت میں یعسوب کا لفظی معنی 'شہد کی مکھیوں کی ملکہ' ہے جبکہ اس کا مرادی معنی 'رئیس القوم' یعنی قوم کا سردار و حاکم ہے۔[34] یہاں مرادی معنی ذکر کرکے ترجمے کو سہل اور مناسب بنایا جاسکتا ہے۔

2) هٰذَا الْخَطِيْبُ الشَّحْشَحُ یعنی: "یہ خطیب شحشح۔"[35] حالانکہ اس کا ترجمہ "ماہر خطیب" کیا جاسکتا تھا۔

3) اِنَّ لِلْخُصُوْمَةِ قُحَمًا یعنی: "لڑائی جھگڑے کا نتیجہ قحم ہوتے ہیں۔"[36] یہاں قحم سے مراد 'تباہیاں' ہیں۔

4) اَعْذِبُوْا عَنِ النِّسَآءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی: "جہاں تک بن پڑے عورتوں سے عاذب رہو۔"[37] عاذب سے مراد 'کنارہ کشی اختیار کرنا یا الگ رہنا' ہے۔

5) كُنَّآ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِّنَّآ اَقْرَبَ اِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ یعنی: "جب احمرار باس ہوتا تھا تو ہم رسول اللہ ﷺ کی سپر میں جاتے تھے، اور ہم میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ دشمن سے قریب تر نہ ہوتا تھا۔"[38] یہاں " احمرار الباس" کا ترجمہ 'گھمسان کا رن پڑنا یا جنگ کا شدید ہونا' کیا جاسکتا تھا۔

مشکل فارسی کلمات وتراکیب کا استعمال

مفتی جعفر صاحب کے دور میں فارسی زبان کا کافی رواج تھا جس کی وجہ سے آپ کے ترجمے میں متعدد مقامات پر فارسی الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔اس دور میں تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے فارسی کلمات وتراکیب کو سمجھنا آج کی نسبت آسان تھا جبکہ آج ان الفاظ کے لئے وضاحت کی ضررت ہے۔ان مقامات میں سے درج ذیل دو مقامات کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے:

۱۔ وَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهٗ، یعنی: "اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کر دی ہے۔" معجم المعانی میں وفادہ کا معنی قدوم اور تقدم ذکر کیا گیا ہے۔[39] یعنی کسی خاص مقام کی طرف سفر کرنا یا بڑھنا جو کہ آسان بھی ہے قابل فہم بھی۔ جبکہ راہ نوردی فارسی لفظ ہے جو آج کل کے اردو قارئین کے لئے نا قابل فہم ہے۔

۲۔ يَذْكُرُ فِيْهَا ابْتِدَاءَ خَلْقِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ خَلْقِ اٰدَمَ یعنی: "اس میں ابتدائے آفرینش زمین و آسمان اور پیدائش آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔"لغت میں آفرینش کا یہ معنی: پیدائش، تخلیق، پیدا ہونا، عدم سے وجود میں آنا یا دنیا، کائنات، جو کچھ خدا نے خلق کیا وغیرہ ذکر کیا گیا ہے۔[40] آفرینش جو کہ نسبتا مشکل لفظ ہے کی جگہ مذکورہ الفاظ میں سے کسی آسان لفظ کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

قابل اصلاح ترجمہ

بعض عبارتوں کے ترجمے پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور جہاں بہتری کی ضرورت ہو وہاں اصلاح کرکے ترجمے کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ان میں سے بعض مقامات کی ذیل میں نشاندہی کی گئی ہے:

۱۔ كَرِيْمًا مِيْلَادُهٗ یعنی: "محل ولادت مبارک و مسعود تھا۔"[41] لغت میں "میلاد" کا معنی ولادت یا ولادت کا وقت ذکر ہوا ہے۔[42] اس لیے یہاں محل ولادت کی بجائے صرف 'ولادت' کا لفظ استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے۔

۲۔ ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهٗ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ لِقَآئَهٗ،وَ رَضِیَ لَهٗ مَا عِنْدَهٗ، وَ اَكْرَمَهٗ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا یعنی: "پھر اللہ سبحانہ نے محمد ﷺ کو اپنے لقاء وقرب کے لئے چنا، اپنے خاص انعامات آپؐ کے لئے پسند فرمائے اور دار دنیا کی بود و باش سے آپؐ کو بلند تر سمجھا۔"[43] عربی لغت میں "أكرم عن" کا معنی محفوظ کرنا یا بچانا ذکر ہوا ہے۔[44] اس لیے ترجمہ میں 'بلند تر سمجھنا' کا معنی لینے کی بجائے 'بلند تر رکھنا' زیادہ مناسب ہے۔

۳۔ فَارْبَعْ اَبَا الْعَبَّاسِ، رَحِمَكَ اللّٰهُ! یعنی: "دیکھو ابن عباس! خدا تم پر رحم کرے!"[45] رَبَع يَربَع اربَعْ کا معنی 'خاطر جمع رکھنا، ٹھہرنا اور انتظار کرنا'[46] ذکر ہوا ہے اس لیے دیکھو کی جگہ 'ٹھہرو یا خاطر جمع رکھو' ترجمہ کرنا نسبتا مناسب ہے۔

ثقیل الفاظ کا استعمال

ترجمے میں اردو کے بعض ایسے الفاظ ملتے ہیں جن سے سابقہ دور کے لوگ تو آشنا ہوں گے لیکن آج ان کا سمجھنا وقت کا طالب ہے یا پھر کسی لغت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

۱۔ اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اکْتِسَابِ الإِخْوَانِ، وَ اَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهٖ مِنْهُمْ یعنی: "لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھائی اپنے لئے نہ حاصل کر سکے، اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پا کر اسے کھو دے۔"[47] یہاں اعجز کا ترجمہ درماندہ کیا گیا ہے جو کہ نسبتا ثقیل ہے اور اس کی جگہ بدحال، لاچار اور نادار جیسے الفاظ موجود ہیں۔[48]

۲۔ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ جَبْهَةِ الْاَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ یعنی: "خدا کے بندے علی امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے اہل کوفہ کے نام جو مددگاروں میں سر بر آوردہ اور قومِ عرب میں بلند نام ہیں۔"[49] یہ پہلے مکتوب میں سے ایک عبارت ہے جس میں جبہہ کا ترجمہ سر بر آوردہ سے کیا گیا ہے جو کہ معاصر اردو قارئین کے لیے ثقیل ہے۔ سر بر آوردہ کے معانی 'نمایاں، سر کردہ، خاص، ممتاز اور معزز'[50] ذکر ہوئے ہیں ان معانی میں سے کسی کو ذکر کرنے سے ترجمہ سہل ہو جائے گا۔

۳۔ وَ اِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ، وَ لٰكِنَّهٗ فِیْ عُنُقِكَ اَمَانَةٌ، وَ اَنْتَ مُسْتَرْعًى لِّمَنْ فَوْقَكَ یعنی: "یہ عہدہ تمہارے لئے کوئی آزوقہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت (کا پھندا) ہے اور تم اپنے حکمران بالا کی طرف سے حفاظت پر مامور ہو۔"[51] آزوقہ کا معنی لغت میں 'دانہ پانی، روزی روٹی، کمائی، آمدن'[52] وغیرہ ذکر کیا گیا ہے۔ آزوقہ کیونکہ مشکل لفظ ہے اس لیے اس کی جگہ مترادف لفظ 'آمدن یا کمائی کا ذریعہ' وغیرہ کو ذکر کرنے سے ترجمہ آسان ہو جائے گا۔

اجمالی و مفہومی ترجمہ

کچھ عبارتوں کے ترجمے میں اجمال پایا جاتا ہے جو مزید وضاحت اور حاشیے کی طالب ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ الَّذِیْ لَيْسَ لِصِفَتِهٖ حَدٌّ مَّحْدُوْدٌ، وَ لَا نَعْتٌ مَّوْجُوْدٌ یعنی: "اس کے کمالِ ذات کی کوئی حد معین نہیں، نہ اس کیلئے توصیفی الفاظ ہیں۔" یہاں صفت کا ترجمہ 'کمال ذات' کیا گیا ہے جس میں اجمال پایا جاتا اور اضاحت و تشریح کا طالب ہے۔

۲۔ فَمَنْ وَّصَفَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ فَقَدْ قَرَنَهُ یعنی: "لہٰذا جس نے ذاتِ الٰہی کے علاوہ صفات مانے اس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھی مان لی۔"[53] یہاں وصف کا معنی "بیان کرنا" اور "تصویر کشی کرنا" ذکر ہوا ہے[54] جبکہ مذکورہ ترجمے میں 'ذات الٰہی کے علاوہ صفات ماننا' ذکر کیا گیا ہے جس میں اجمال پایا جاتا ہے۔

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَبْلُغُ مِدْحَتَهُ الْقَآئِلُوْنَ یعنی: "تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں۔"[55] یہاں 'القائلون' کا ترجمہ 'بولنے والے' کیا گیا ہے ناطق و متکلم بولنے والے کو کہتے ہیں اور ناطق اور قائل میں فرق ہے۔ یہاں قائل کا مفعول 'مدح' محذوف مان کر یوں ترجمہ کیا جا سکتا ہے: 'مدح کرنے والے یا کہنے والے۔'

ترجمے میں حذف

ذیل میں کچھ عبارتوں کی نشاندہی کی گئی ہیں جن کا یا تو ترجمہ ہوا نہیں یا کتابت سے رہ گیا ہے:

ا۔ اَنْشَاَ الْخَلْقَ اِنْشَآءً، وَ ابْتَدَاَهُ ابْتِدَآءً، بِلَا رَوِیَّةٍ اَجَالَهَا یعنی: "اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا بغیر کسی فکر کی جولانی کے۔"[56] مندرجہ بالا خط کشیدہ عربی عبارت کا ترجمہ ذکر نہیں کیا گیا۔

۲۔ مُفَسِّرًا مُجْمَلَهُ یعنی: "مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔"[57] یہاں ہٖ ضمیر کا ترجمہ ذکر نہیں کیا گیا بلکہ سیاق و سباق اور قرینہ پر اعتماد کرتے ہوئے ترجمہ ترک کیا گیا ہے۔

کلمات کا اضافہ

ذیل میں کچھ عباتوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے ترجمے میں الفاظ کا اضافہ دیکھنے میں آتا ہے جبکہ ان کے مقابل الفاظ عربی عبارت میں مذکور نہیں ہیں۔ اور بعض جگہ پر ممکنہ طور پر الفاظ کا اضافہ اس وجہ کیا گیا تاکہ مزید وضاحت ہو سکے۔

ا۔ وَ مَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ[58] یعنی: "اور جو اسے محدود سمجھا وہ اسے دوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا۔" یہاں 'عدّ' کا مطلب شمار کرنا ہے[59] مذکورہ ترجمہ میں اضافی اور وضاحتی کلمات استعمال کرکے ترجمہ کیا گیا ہے۔

۲۔ فَاَجْرٰی فِیْهَا مَآءً مُتَلَاطِمًا تَیَّارُهُ، مُتَرَاکِمًا زَخَّارُهُ یعنی: "اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں۔"[60] 'متلاطما تیارہ' سے مراد تلاطم خیز لہریں۔[61] یا طوفانی لہریں ہے جیسا کہ ترجمے میں ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ 'دریائے مواج' کے الفاظ ترجمے میں اضافی ہیں عربی عبارت میں ان کے مقابل الفاظ موجود نہیں ہیں۔

۳۔ کُنْ فِی الْفِتْنَۃِ کَابْنِ اللَّبُوْنِ، لَا ظَھْرٌ فَیُرْکَبَ، وَ لَا ضَرْعٌ فَیُحْلَبَ یعنی: "فتنہ و فساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جا سکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔"[62] 'کُنْ فِی الْفِتْنَۃِ کَابْنِ اللَّبُوْنِ' کا مختصر ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے 'فتنہ و فساد میں دو سالہ اونٹنی کے بچے کی طرح رہو' جبکہ مذکورہ بالا ترجمے میں کافی سارے اضافی اور تشریحی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

۴۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْ یَسُرُّہٗ دَرَکُ مَا لَمْ یَکُنْ لِّیَفُوْتَہٗ، وَ یَسُوْٓؤُہٗ فَوْتُ مَا لَمْ یَکُنْ لِّیُدْرِکَہٗ،۔۔۔ فَلْیَکُنْ سُرُوْرُکَ بِمَا نِلْتَ مِنْ اٰخِرَتِکَ یعنی: "۔۔۔انسان کو کبھی ایسی چیز کا پا لینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہے۔ تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونی چاہیے۔"[63] مذکورہ بالا ترجمے میں دیکھا جا سکتا ہے کہ 'اما بعد' کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور بعد والے جملوں میں 'یہ خوشی اور غم بیکار ہے۔' کے ترجمے کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ اس کی عربی عبارت موجود نہیں۔

نتائج بحث

1) مفتی صاحب کا نہج البلاغہ کے ترجمہ کو تقریبا ۶۵ سال گزر چکے ہیں اس لیے معاصر اردو قائین کے لئے کچھ الفاظ نامانوس ہو چکے ہیں جن کو سمجھنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
2) مفتی صاحب نے اپنی علمی سطح اور اپنے ذخیرہ الفاظ کا لحاظ کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے جس کی وجہ سے عام اردو قاری کو بعض مقامات پر ترجمہ سمجھنے میں مشکل درپیش ہوتی ہے۔
3) مفتی صاحب کے دور میں فارسی رائج تھی اس لیے اس وقت فارسی الفاظ کو سمجھنا نسبتا آسان تھا جبکہ آج کل سمجھنا مشکل ہے۔
4) مفتی صاحب نے بریکٹ کا استعمال بہت کم کیا ہے جبکہ نہج البلاغہ جیسی عالی اور وسیع معارف و مفاہیم رکھنے والی کتاب کے ترجمے میں حسب ضرورت وضاحت و تشریح کی خاطر بریکٹس کو استعمال کیا جا سکتا ہے تاکہ ترجمے کو مزید آسان بنایا جا سکے۔
5) مذکورہ ترجمہ نہج البلاغہ کے بنیادی اور ابتدائی تراجم میں سے ہے اور نئے تراجم کے لئے ایک مرجع اور حوالے کی حیثیت رکھتا ہے جس سے نئے تراجم کرنے میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

6) کیونکہ کوئی بھی زبان ارتقائی عمل سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے اس میں کچھ اسلوبی اور ذخیرہ الفاظ کے اعتبار سے تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جو نئے تراجم کی تیاری کو ناگزیر بنا دیتی ہیں اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ سابقہ تراجم سے استفادہ کرتے ہوئے معاصر زبان و محاورے کے مطابق نئے تراجم کا اہتمام کیا جائے تاکہ نئی نسل تک نہج البلاغہ جیسی کتاب کے معانی و مفاہیم کو سہل انداز میں منتقل کیا جا سکے اور کلام امامؑ سمجھنے میں آسانی ہو۔

7) قبلہ مفتی صاحبؒ کے علمی وادبی ترجمے میں حسب ضرورت حاشیہ اور وضاحت کا اضافہ کرکے آج کے قارئین کے لئے سہل وآسان بنایا جاسکتا ہے اور اس طرح اس علمی خدمت کو مزید بہتر انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

*****

References

1. https://ur.islamic-sources.com/Books/نہج البلاغہ مع ترجمہ وحواشی

2. Syed Husy, Arif Naqvi, *Tazkira Ulama-e Imamia Pakistan* (Islamabad: Markaz-e tahqiqāt-e Farsi, 1984), 73.

سید حسین، عارف نقوی، *تذکرہ علماء امامیہ پاکستان* (اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، 1984ء)، 73۔

3. https://ur.wikishia.net/view/مفتی جعفر حسین

4. Agah Buzrgh, Tehrani, *al-Zaria'h fi Tasanīf al-Shia*, vol. 4 (Beirut: Dar al-Adhwa', 1983), 144.

آغا بزرگ، طہرانی، *الذریعہ فی تصانیف الشیعہ*، ج4 (بیروت، دار الاضوا، 1983)، 144۔

5. Ibid.

ایضا۔

6. Ibid.

ایضاً۔

7. http://balaghah.net/old/nahj-htm/urdo/id/maq/01/002.htm

8. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, trans. Mufti Ja'far Husyn (Lahore, Al-Mahraj Company, 2003), 25.

شریف الرضی، *نہج البلاغہ*، مترجم: مفتی جعفر حسین (لاہور، المعراج کمپنی، 2003ء)، 25۔

9. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, trans. Mufti Ja'far Husyn (Lahore, Markaz-e Ifkār-e Islami, 2021), 40-41.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، مترجم: مفتی جعفر حسین (لاہور، مرکز افکار اسلامی، 2021ء)، 40-41۔

10. https://www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/03-Quran%20Hakim%20Ke%20Tarjume%20Ke%20Usul_MDU_8-9_August-September_12.htm, last seen: 25/10/2021.

11. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 74.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 74۔

12. Ibid, 91.

ایضاً، 91۔

13. Muhammad Awais and Abd al-Nasīr Alavi, *al-Mo'jam al-Wasīt, Arabi-Urdu* (Lahore: Maktaba Rahmaniyyah, 2004), 1082.

محمد اویس و عبدالنصیر علوی، المعجم الوسیط عربی اردو (لاہور، مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار، 2004)، 1082۔

14. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 823.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 823۔

15. https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/استشعر

16. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 92.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 92۔

17. Ibid, 93.

ایضاً، 93۔

18. Ibid, 91.

ایضاً، 91۔

19. Ibid, 94.

ایضاً، 94۔

20. Ibid, 91.

ایضاً، 91۔

21. Ibid, 96.

ایضاً، 96۔

22. https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/باع

23. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 97.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 97۔

24. Ibid, 98.

ایضاً، 98۔

25. https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/غوامض

26. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 96.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 96۔

27. Ibid, 96-7.

ایضاً، 96-97۔

28 . https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/سمة

29. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 98.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 98۔

30. https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ولوه

31. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 92.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 92۔

32 http://udb.gov.pk/resultمواج

33. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 905.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 905۔

34. Muhammad Awais and Abd al-Nasīr Alavi, *al-Mo'jam al-Wasīt, Arabi-Urdu,* 711.

محمد اویس و عبد النصیر علوی، المعجم الوسیط عربی اردو، 711۔

35. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 906.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 906۔

36. Ibid.

ایضاً۔

37. Ibid, 909.

ایضاً، 909۔

38. Ibid, 910.

ایضاً، 910۔

39.https://www.almaany.com/ar/dict/arar/%D9%88%D9%81%D8%A7%D8%AF % D8%A9/

40. Dr. Syed Ali reza Rizivi, *Farhang-e Jame* (Islamabad: Raizani Farhangi Sifarat-e Iran, 2008), 16.

دکتر سید علی رضا نقوی، فرہنگ جامع، (اسلام آباد، رایزنی فرہنگی سفارت ایران، 2008)، 16۔

http://www.udb.gov.pk/result.php?search/آفرینش

41. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 97.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 97۔

42.https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/میلاد

43. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 97.

شریف الرجی، نہج البلاغہ، 97۔

44 https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/عن أكرم

45. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 687.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 687۔

46.https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ربع

47. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 867.

شریف الرضی، نہج البلاغہ 867۔

48.http://www.udb.gov.pk/result.php?search /درماندہ

49. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 657.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 657۔

50.http://www.urdulughat.info/words/سربرآوردہ

https://www.urduinc.com/english-dictionary/سربرآوردہ-meaning-in-urdu

51. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 664.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 664۔

52.https://www.urduinc.com/english-dictionary/آزوقہ-meaning-in-urdu/

https://meaningin.com/urdu-to-english/آزوقہ-in-english

53.http://shahani.net/nahajulbalagha.php?t=1&n=1#m%DB%B1

54 .https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/%D9%88%D8%B5%D9%81/

55. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 91.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 91۔

56. Ibid, 92.

ایضاً، 92۔

57. Ibid, 98.

ایضاً، 98۔

58. Ibid, 92.

ایضاً، 92۔

59.https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/عدّ

60. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 92.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 92۔

61.https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/تیار

62. Sharif, al-Radi, *Nahj al-Balagah*, 823.

شریف الرضی، نہج البلاغہ، 823۔

63. Ibid, 691.

ایضاً، 691۔